ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

غزلیاتِ مولانا میں نظائرِ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ: فکری تجزیاتی مطالعہ

Portrayals of Sīrat-e-Muṣṭafā in Mawlānā's Ghazals: A Thematic-Analytical Study

Dr. Naveed Ahmad Gill
Post Doc Research Fellow, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore
drnaveed.ahmad.gill@gmail.com

Dr. Muhammad Nasir
Professor, Department of Persian, University of the Punjab, Lahore
nasir.persian@pu.edu.pk

Abstract

This research article presents a Thematical analysis of the reflections of the Sirah-e-Mustafa in the ghazals of Maulana Jalal al-Din Rumi. Although some scholarly work already exists on Sirat-e-Nabavi within the Masnavi-yi Ma'navi, this dimension of the Diwan-e-Shams has largely remained unexplored. Seeking to address this research gap, the present study examines various aspects of the Prophet's life as represented in Rumi's ghazals. Selected verses are systematically classified according to the chronological sequence of major events of the Sirah and are analyzed intellectually under themes such as Zuhur-e-Qudsi, Munakahat-e-Awwal, Tansib-e-Hajr-e-Aswad, Khalwat-Guzini-e-Ghar-e-Hira, Mab'ath-e-Mubarakah, Shan-e-Ummiyyat, I'lan-e-Tabligh, Shaqq-ul-Qamar, Mi'raj-un-Nabi, Hijrat-e-Madinah, Tahwil-e-Qiblah, Ghazwah-e-Badr, Fath-e-Makkah, and Visal-e-Ba-Kamal. Alongside these events, the study also sheds light on Sifat-e-Khuluqiyyah of Mustafa Karim, his Shan-e-Rahmat-ul-lil-'Alamin, and Shan-e-Shafa'at, as reflected through selected ghazals of Rumi. In this way, the study seeks to move beyond the conventional critical and analytical frameworks of Sirah studies and the ghazal genre, and endeavors to open new avenues for scholarly exploration.

Keywords:
Sirah-e-Mustafa ﷺ, Maulana Rumi, Diwan-e-Shams, Persian Ghazal, glimpse of Sirat-e-Nabavi

مولانا جلال الدین محمد بلخی (1273ء–1207ء) جو مولوی اور مولانا رومی کے نام سے اب دنیا بھر میں جانے جاتے ہیں، اپنے عہد کے ممتاز عالم، شاعر، ادیب، فلسفی، فقیہ اور صوفی تھے۔ مولانا جلال الدین رومی کی علمی و ادبی میراث میں چار چیزیں شامل ہیں جن میں تصوف اور متفرق علومِ ظاہری و باطنی کا احاطہ کیے ہوئے ۴۷ مقالات پر مشتمل کتاب فیہ مافیہ اور مولانا کے نجی و ذاتی نوعیت کے مجموعہ مکاتیب کے علاوہ مثنوی معنوی اور دیوانِ شمس شامل ہیں جنھوں نے مولانا کو قبولِ عام اور شہرتِ دوام بخشی۔[1]

فارسی زبان و ادب میں جب مثنوی کی بات کی جاتی ہے تو اس سے مثنویِ معنویِ مولوی ہی مراد لی جاتی ہے۔ گویا مثنویِ معنوی کو فارسی ادب کے حمائل میں دُرِ صدر کا مقام حاصل ہے۔ یوں تو اس سے پہلے اور بعد میں بھی بہت سی مثنویاں لکھی گئیں لیکن مثنوی "شریف" کہلانے کا اعزاز فقط اسی کو حاصل ہوا۔

مولانا کی غزلیات اور رباعیات پر مشتمل مولانا کی ایک ضخیم کلیات، **"کلیاتِ شمس تبریزی"** کے نام سے بھی موجود ہے۔ پیشِ نظر مقالہ کا دائرۂ کار مولانا کی غزلیات تک محدود ہے۔[2] مقبولیت کے اعتبار سے مثنوی شریف کے مقابل اس دیوان کو بہت کم جانا اور مانا گیا ہے لیکن اہلِ دل اس پر نظر ڈالیں تو جان جائیں گے کہ اس کا مقام مثنوی سے کتنا بلند ہے کیوں کہ اس میں مثنوی شریف کی طرح سے مولانا ایک صوفی، مرشد اور واعظ نہیں بلکہ خود ایک عاشقِ صادق کے روپ نظر آتے ہیں۔

مولانا روم کے کلام (مثنوی معنوی اور کلیاتِ شمس تبریزی) میں نظائرِ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جا بجا نظر آتے ہیں۔ اس حوالے سے تحقیق و تنقید کا سلسلہ بھی جاری ہے جس کا آغاز شروحاتِ مثنوی شریف سے ہوا۔ ان میں شارحینِ مثنویِ معنوی نے اشعار کی شرح کے ضمن میں جہاں بھی مولانا نے مصطفیٰ کریم ﷺ کا ذکر کیا ہے شارحین نے بھی وہاں اپنی اپنی والہانہ عقیدتوں کے خوب رنگ بکھیرے ہیں۔[3]

مثنوی معنوی میں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے کئی ایک گراں قدر مستقل کتب جبکہ اردو، فارسی اور انگریزی میں متعدد معتبر مضامین لکھے جا چکے ہیں لیکن ان تمام تحقیقات کا دائرۂ کار واضح طور پر فقط مثنوی شریف تک محدود ہے اور کسی نے ضمناً بھی مولانا کی غزلیات میں حضور اکرم ﷺ کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی گئی[4] اور اگر کہیں مولانا کی غزلیات کے حوالے سے رسول پاک ﷺ کا ذکر آیا بھی ہے تو نہایت کم، بالکل ذیلی اور ضمنی نوعیت کا۔[5]

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

حضور نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی صفاتِ خِلقیہ اور صفاتِ خُلقیہ کے نثری ابلاغ کو "سیرت" جبکہ اسی ابلاغ کی منظوم صورت کو "نعت" کہا جاتا ہے۔ مولانا روم نے بھی اس دربارِ دُربار میں اپنی غزل کے وسیلہ سے اپنی حاضری پیش کی ہے۔ اس لحاظ سے مولانا اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ اپنی تخلیق میں اوّل اور مبعث کے لحاظ سے آخر میں ہیں۔ تمام کتبِ سِیَر اس بات پر متفق ہیں کہ عام انسانوں کے لیے آپ ﷺ کا ہر معمول غیر معمولی ہے اور فضائل میں شامل ہے۔[6] فرمانِ ذیشان ہے کہ "أنَا سَيِّدُ وُلِدِ آدم يومَ القيامةِ ولا فَخرَ "[7]۔

معمولاتِ مصطفیٰ کی تاثیر مولانا کی غزل کے کئی ایک اشعار کا موضوع ہے۔ مولانا اس تاثیر کو اکثر ذاتی اور کبھی کبھی آفاقی پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ یہ مولانا کی خالص ذاتی، داخلی، ذوقی اور وجدانی سوچ کا ایک زاویۂ پُرنور ہے۔ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے مختلف نظائر کا مولانا کی غزل میں اس قدر کثرت سے بیان ہو جانا خود مولانا کے لیے بھی پہلے سے طے شدہ نہیں تھا۔ یہ سب شعری مثالیں مولانا کی ذاتی وجدانی صداقت ہیں، سائنٹفک حقیقت نہیں۔[8] سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کی انھی نور و نکہت برداریوں کی تاثیرات کو عامۃ الناس کی خدمت میں پیش کرنا ہی اس تحقیق کا مقصد اور موضوع ہے۔ اس تحقیقی کاوش کو مولانا کی غزل کے اسلوبیاتی تحقیق کے تپتے ہوئے صحرا میں طلبِ بارانِ رحمت کے لیے ترستی ہوئی آنکھوں سے بہہ نکلنے والا پہلا آنسو کہا جا سکتا ہے۔

1۔ ظہورِ قدسی:

مولانا آپ ﷺ کے نور کے ظہور کی تانگھ طلب کے بارے میں یہ محسوس کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر شے اپنی ایڑیاں اٹھا اٹھا کر اور اپنے گھروں کو سجا سجا کر، پلکیں بچھائے، نظریں جھکائے فقط آپ ﷺ کے انتظار میں تھی:

بیا کہ نورِ سماوات خاک را آراست
شکوفہ نورِ حقست و درخت چون مشکات [9]

اکثر سیرت نگاروں نے اس شدتِ انتظار کو انسانی بداعمالیوں کی وجہ سے دنیا کی بدحالیوں کو قرار دیا ہے مگر بیتِ بالا کی روشنی میں مولانا حسناتِ کائنات کی حسیاتی طلب کو جوازِ ظہورِ قدسی بتاتے ہیں۔ غزل میں نظائرِ سیرت کے حوالے سے یہ مولانا کا ابتکار ہے۔

ہمارے رسول پاک ﷺ مورخہ 22/اپریل 571ء[10] کو ہمارے لیے مکۃ المکرمہ میں خانہ کعبہ کے عین قریب واقع حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر، قبیلہ بنی کنانہ میں تشریف فرما ہوئے۔[11] مولانا فرماتے ہیں:

بنمود خدای بی چگونہ
بر صورتِ مصطفیٰ پیمبر [12]

شعرِ بالا میں مولانا نے آپ ﷺ کے ظہورِ قدسی کو قران پاک کے مصداق کسی کلمہ ارث، ولادت یا تولد سے یا ان جیسے کسی مادہ سے لفظی طور پر بھی مشتق قرار نہیں دیا مثلاً قرآن آپ ﷺ کی تشریف آوری کے لیے بعثت، جاء، ارسلَ کے کلمات لاتا ہے[13] تو مولانا بھی آپ ﷺ کے لیے فارسی میں آمدن، رسیدن، شدن اور نمودن مصدر سے مشتق افعال کو لاتے ہیں۔[14]

مولانا کے بقول اس ذاتِ بے چگونہ نے جب اپنے لیے چگونگی کو پسند فرمایا تو وہ بے چگونگی کائناتِ ارضی میں بصورتِ مصطفیٰ متشکل ہو کر جلوہ گر ہوئی۔ پوری کائنات میں آپ کی کوئی مثال نہ تھی، نہ ہے، نہ ہو گی مولانا آپ ﷺ کی بے مثلیت کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو غایتِ اولیٰ بھی مانتے ہیں:

جوهریی و لعلِ کان جانِ مکان و لامکان
نادرۂ زمانہ ای خلق کجا و تو کجا [15]

مولانا اپنی غزل میں آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو ذاتِ الٰہی کا بالواسطہ **نور** مانتے ہیں[16]:

این مہ ز کجا آمد وین روی چہ رویست
این نورِ خداییست تبارک و تعالی [17]

مولانا اپنی غزل کے اشعار میں آپ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں آپ ﷺ کے لیے نورِ پاکِ خالقش، گوہرِ خدائی، آئینہ معنیٰ، ارمغانِ عرش، معنیٰ عالم، نورِ آسمان، خیر الارواح، حسن و جمالِ حسنِ مقصود، مظہرِ معنیٔ اسمِ ذات، جانِ بندہ نبود است جان سپردہ تُرا، اور جان مطلق شدز نورش صورتی،[18] جیسے کلمات و القابات کے پھول لے کر حاضری دیتے نظر آتے ہیں۔ مولانا کی ان تمام باتوں کی تائید و توثیق مولانا عبدالحق محدث دہلوی، قسطلانی، محمد فاسی، شیخ ابراہیم بیجوری، جلال الدین سیوطی جیسے اکابرین نے فرمائی ہے۔[19] مولانا اپنی غزل میں حضورِ پُرنور شافعِ یوم النشور کی **عالی نسبی**[20] کا ذکر باقاعدہ آپ ﷺ کے الفاظ میں آپ کے قبیلہ **بنی کنانہ** کا نام لے کر کیا ہے:

گشتہ کمانِ سرمدی سردہِ تیرهای ما
گشتہ خدنگِ احمدی فخرِ بنی کنانہ ای [21]

مولانا کی یہ بات اکثر کتبِ سِیَر میں مستہنظر ہے۔[22]شرفتِ نسبی آپ ﷺ کے امتیازی خصوصیت ہے۔[23]

آپ ﷺ کے معمر داداجان نے آپ کا نامِ نامی محمد رکھا اور آپ کا دوسرا نام احمد ہے۔ یہ دونوں نام قران پاک میں آئے ہیں اور منصبِ رسالت کے سیاق و سباق میں آئے ہیں۔[24]مولانا روم نے بھی اپنی غزل میں آپ ﷺ کے ان ناموں کا اکثر ذکر کیا ہے؛ احمد کا ذکر 45بار[25]اور محمد کا ذکر 31 بار[26]کیا ہے۔

آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی اپنے حسن خِلقی اور حسن خُلقی کی اثر اندازی میں بے مثال تھی۔ آپ ﷺ کی شخصیت سب کے لیے بڑی جاذب اور پر اثر تھی۔[27]آپ کی ذاتِ گرامی جملہ حسناتِ کائنات کے لیے مرکزِ نگاہ تھی۔ اس میں سب سے پہلے آپ ﷺ کا اپنا خاندان ہے، آپ ﷺ کی والدہ، دادا، تایاجان (ابو طالب علیہ السلام) رضاعی والدہ حضرتِ حلیمہ سعدیہ صدقے واری جاتی ہیں اور آپ ﷺ کی والدہ گرامی فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو ہر طرف نور ہی نور تھا۔[28]مولانا ان کی تخصیص اور تائید میں لکھتے ہیں:

بینی تو و دیگران نبینند
هر سو نوری به رسمِ میلاد [29]

583ء کو ظاہری عمر مبارک 12 سال ہوئی۔ آپ ﷺ کے تایاجناب ابو طالب علیہ السلام آپ ﷺ کو اپنے ہمراہ فلسطین کے تجارتی سفر پر لے گئے۔ وہاں ایک راہب بحیرا سے حضرت ابو طالب کی ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ ﷺ کی زیارت کی تو حضرت ابو طالب سے بڑی تفصیل سے پوچھا اور کہا کہ اسے واپس لے جائیں؛ اس واقعے کی فطری دلکشی کا ذکر مولانا یوں کرتے ہیں:

اگر حجاب بدرّد محمد از یک شاخ
هزار راهب و قسّیس بردرد زنار[30]

وقت اپنی قسمت کی رعنائیوں کو آپ کی ذات میں دیکھ دیکھ مسکرا رہا تھا اور آپ پورے اکناف عرب میں صادق اور امین کے لقب سے معروف ہو چکے تھے۔[31]مولانا آپ ﷺ کی صادق الامینی اپنے شاعرانہ بلکہ والہانہ انداز میں یوں ادا کرتے ہیں:

پیام کردم کای تو **پیمبرِ عشّاق**
بگو برای خدا زُود ای رسولِ امین[32]

مولانا کا امتیاز یہ ہے کہ "میں نے آپ ﷺ کے "پیغمبرِ عشاق" ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔" بندہ پروری کیجیے، یہ اعلان آپ ﷺ بھی ذرا اپنی زَبانِ صدق مقال سے فرماد یجیے اور یوں میری لاج کو بطور امانت رکھ لیں تو کیسا ہو!!!

2۔ مناکحت (اول):

ظاہری عمرِ مبارک 25 سال ہونے تک آپ ﷺ کی امانت، دیانت، ایفائے عہد اور حسنِ معاملہ کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا۔ یہ نیک نامی حضرت بی بی خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا تک بھی پہنچی۔ آپ اپنے والد خویلد کے بعد ان کی تمام جائیداد کی واحد مالکہ وارثہ تھیں، کسی دوسرے مرد کے ذریعے مال بھجوا کر تجارت کو جاری رکھے ہوئے تھیں اور مکہ میں "طاہرہ" کے لقب سے مشہور تھیں۔ حضرت بی بی خدیجہ نے آپ ﷺ کو اپنا مال تجارت دے کر شام بھیجا۔ آپ ﷺ کے حسنِ معاملہ کی بنا پر پہلے سے دوگنا نفع ہوا۔ بی بی خدیجہ بے حد متاثر ہوئیں، طے شدہ معاوضہ سے دوگنا معاوضہ دیا اور کچھ تحائف بھی پیش کیے۔ بی بی خدیجہ خود مکہ میں آپ ﷺ کی واپسی کا منظر دیکھ چکی تھیں، کچھ ان کے ساتھ بھیجے ہوئے غلام میسرہ نے بھی آتشِ شوق کو ہوا دی بالآخر یہ سلسلۂ ممنونیت، مناکحت میں بدل گیا اور نکاح کی سلسلہ جنبانی حضرت بی بی خدیجہ کی طرف سے ہوئی۔[33]

آنحضرت ﷺ نے اپنے تایا جناب ابو طالب کی طرف سے رضامندی مل جانے پر اسے قبول فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کی طرف سے جناب ابو طالب اور حضرت بی بی خدیجہ کی طرف سے ان کے چچا نوفل نے اس نکاح کو منعقد کیا۔ آنحضرت ﷺ کا خطبۂ نکاح جناب ابو طالب نے پڑھا۔ آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد صرف ایک بیٹے کے علاوہ باقی سب حضرت بی بی خدیجہ الکبریٰ سے ہے۔ آپ کے حسنِ خِلقی اور حسنِ خُلقی کا یہ عظیم واقعہ ہے۔[34]مولانا روم اس سب صورتِ حال کو بڑی خوبی اور محبوبی سے اپنی غزل میں پیش کرتے ہیں۔ سوئے ادب کی بنا پر وضاحتیں قلم زد کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ حالت کچھ یوں تھی کہ:

ای از جمالِ حسنِ تو عالم نشانه ای
مقصود حسنِ توست و دگرها بهانه ای[35]

مولانا ان کی ذاتی حالت کا بیان کچھ یوں کرتے ہیں:

ربود عقل و دلم را جمالِ آن عربی
درونِ غمزهٔ مستش هزار بوالعجبی[36]

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

اس سے پہلے حضرت بی بی خدیجہ کئی اشرافِ قریش کے پیغامِ نکاح کو رد فرما چکی تھیں مگر:

هزار عقل و ادب داشتم من ای خواجه
کنون چو مست و خرابم صلای بی‌ادبی[37]

یہاں مولانا خود شخصِ سوم اوّل بن جاتے ہیں:

جواب داد کجا خفته‌ای چه می‌جویی
به پیش عقلِ محمد پلاس بولهبی[38]

مولانا یہاں دانستہ آپ ﷺ کی صفاتِ خِلقیہ کی پذیرائی کا منظر نامہ یوں پیش کرتے ہیں:

پیش کشیی آن کمان هر کس می‌کند زهی
بهر قدومِ تیر تو رقعۂ دل نشانه‌ای[39]

یہاں مولانا کو موقع ملا ہے تو مولانا آنحضرت ﷺ کی دیگر صفاتِ خِلقیہ کی تاثیراتِ خُلقیہ کا ذکر یوں کرتے ہیں:

رویش خوش و مویش خوش وان طرۂ جعدینش
صد رحمت هر ساعت بر جانش و بر دینش[40]

یہاں مژگانِ پاک کی دل دوزی کا ذکر بھی مناسب طور سے ملتا ہے:

چو یک سوارۂ مه را سپر دو نیم شود
سنانِ دیدۂ احمد چه دلگذار بود[41]

3۔ تنصیبِ حجرِ اسود:

606ء کو عمرِ مبارک 35 سال ہو گئی۔ کعبۃ اللہ کی تعمیرِ نو کا موقع آیا اور حجرِ اسود کو کس گوشہ میں رکھا جائے اور کون رکھے؟ اس پر تلواریں نیام سے باہر آ گئیں۔ طے ہوا کہ صبح سب سے پہلے جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہو گا اسے امیر مان کر اس کے فیصلے پر عمل کیا جائے گا۔ دوسرے دن حرمِ کعبہ میں سب سے پہلے آپ ﷺ تشریف لائے تو سب بیک زبان پکار اٹھے کہ " هذا الامين رضاينا به "(یہ تو امین ہے ہم سب اس پر راضی ہیں۔)[42] مولانا اس پر اپنے وجدان سے کہتے ہیں کہ دراصل اسی وقت باقی تمام انبیاء کرام کی رسالت منسوخ ہو گئی اور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے رسالتِ نو کا آغاز ہوا جو ہر فرد، ہر وقت اور ہر جگہ کے لیے ہے:

بارِ دگر از قبله روان گشت رسالت
در گوشِ محمد چو به محراب درآمد[43]

4۔ قیامِ غار حرا:

عمرِ مبارک کے 35 سے 39 سال میں آنحضرت ﷺ کی خلوت گزینی کا شغف اپنے کمال کو پہنچ گیا۔[44] آپ اکثر کئی کئی دن غارِ حرا میں گزارنے لگے۔ مولانا نے کلمۂ حرا کی جگہ خدا لگا کر بڑا کمال کیا ہے:(کلمۂ خدا سے زمانی اور مکانی قید ختم ہو گئی ہے)

او جای دگر نرفته باشد
او جانبِ خلوتِ خدا شُد[45]

5۔ مبعث مبارکہ:

610ء کو غارِ حرا میں ہی آپ ﷺ پر آغازِ نزولِ وحی ہوا اور باقاعدہ اعلانِ نبوت اور تبلیغ کے اذن سے سرفراز فرمایا گیا۔[46] مولانا اس خاص اور اہم ترین واقعہ کا ذکر یوں کرتے ہیں:

نفسی فلک نیاید دو هزار در گشاید
چو امیرِ خاصِ «**اقرا**» به دعا گشاید آن لب[47]

یہاں **"امیرِ خاصِ اقرا"** استعارہ اور لقب بڑا قابلِ غور ہے؛ یہاں **غارِ حرا** کی خلوت گزینی کی قبولیت کے انعام کا ذکر ہے۔ ساتھ ہی لبِ صدق مقال کا بھی اور آپ کی توجہ اور دعا کی مؤثریت کو بھی بیان کر دیا ہے۔ مولانا آپ ﷺ کے سرِ مبارک اور فرقِ اقدس کی شان بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فرقِ مصطفی ﷺ وہ مرکز ہے جہاں نزولِ وحی ہوتا ہے:

چو وحی سر کند از غیب گوش آن سر باش
از آنک اذن من الراس گفت صدر رسل[48]

6۔ شانِ اُمیّت:

"اقرا" کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کیا پڑھوں میں پڑھنا نہیں جانتا۔ جبریلِ امین علیہ السلام نے پھر اللہ کا نام لیا تو آپ ﷺ نے پڑھنا شروع کر

دیالہٰذا آپ ﷺ نے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے تعلیم پائی ہے۔ آپ ﷺ ہی کی زَبانِ مبارک سے قرآن جاری ہوا جو دنیا میں سب سے بڑی کتاب اور علوم و معارف کا سب سے بڑا مخزن ہے۔[49]مولانا آپ کی اس صفت کو یوں بیان کرتے ہیں:

ور دمی **مدرسۂ احمدِ اُمّی** دیدی
رو حلالستت بر فضل و هنر خندیدن[50]

تمام صحابہ کرام کی تربیت اسی اُمّی ﷺ نے فرمائی تھی۔ مدرسۂ احمدِ اُمّی ﷺ کے ارشد و تلامذہ کا ذکر قاضی سلمان منصور پوری نے بڑی دلکشی سے کیا ہے۔[51]

7۔ علی الاعلانِ تبلیغ:

جب نزولِ وحی کے بعد آپ کے حسنِ معاملہ کو صادق الامینی کے ساتھ تائید ربانی اور اذنِ بیانی بھی مل گیا تو آپ ﷺ نے باقاعدہ دعوت و تبلیغ کا آغاز فرمایا۔[52]مکہ کے ہر چودھری کو آنحضرت ﷺ کے سماجی انقلاب کی آہٹ اپنی دہلیزِ دل پر محسوس ہوئی اور ہر چودھری خود یا اپنے گماشتوں کے ذریعے زبان درازی، الزام تراشی، سنگ زنی، ایذا رسانی اور خار در راہ سے اپنے اپنے انداز میں انقلابِ مصطفوی کو روکنے میں حصہ ڈالا۔

بگشاد محمد درِ خمخانۂ غیبی
بسیار کسادی به مئ ناب درآمد[53]

مولانا کے بقول ابو جہل اور ابو لہب کو اللہ نے خود جواب دیا، ایک شعر بطور مثال پیش خدمت ہے:

واهل ز دست او را «تبّت» بس است او را
هر کو عدوی مه شد ظلمات مر ورا بس[54]

علمائے تفسیر نے اللہ تعالیٰ کے اس جلالی اسلوب پر جو بات کی ہے وہ بڑی اعلیٰ ہے۔

8۔ شجاعت و تصرفِ نباتات:

617ء میں مکی زندگی میں ہی آپ ﷺ سے رکانہ پہلوان تین دفعہ پچھاڑے جانے کے بعد، آپ سے نباتات پر آپ کے تصرف کے بابت سوال کیا اور اپنے ایمان لے آنے کی شرط رکھی تو آپ نے فرمایا کہ تم خود ہی اس سے جا کہو کہ "میں (محمد ﷺ) اسے بلا رہا ہوں۔" یہ سننا تھا کہ درخت خود اپنی جڑوں سمیت آپ کی طرف آیا اور سلام پیش کیا۔[55]**"ستونِ حنانہ"** کی گریہ وزاری نباتات پر آپ کے تصرف کی مثال ہے۔[56]لیکن یہ واقعہ مَدنی زندگی میں پیش آیا۔ مولانا ان سب واقعات کو اپنی غزل میں "کاش" کے ساتھ لائے ہیں:

پیشۂ مردی ز حق آموختیم
پهلوانِ عشق و یارِ احمدیم[57]

مولانا پھر اپنے تعلق سے بیان کرتے ہیں:

یا چو درختم که به امرِ رسول
بیخ کشان آمدم اندر فلا [58]

9۔ شق القمر:

6 نبوی / 615ء کو بعض مشرکین نے یہ مطالبہ کیا کہ چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا جائے تو ایمان لے آئیں گے۔[59]مولانا نے سیرتِ پاک کے اس واقعے کو اپنی غزل میں بار بار ذکر کیا ہے۔[60]مثال کے طور پر یہ شعر پیشِ خدمت ہے:

از یادِ تو بود آنک محمد به اشارت
غوغای دو نیمه شدن اندر قمر افکند[61]

10۔ شانِ سابقون الاولون:

صحابہ کرام اور صحابیات و صالحات کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں۔[62]ان کو قرآن کریم سابقین اور سابقون الاولون کے اعزازی نام سے یاد کرتا ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی مرتد نہیں ہوا۔[63]جملہ صحابہ کرام آپ کو ہر طرح سے اپنا مالک و مختار مانتے تھے۔ اس کا ذکر مولانا نے کلمۂ "مختار" کے بار بار صَرف سے کیا ہے۔[64]

صحابیان که برهنه به پیشِ تیغ شدند
خراب و مست بدند از محمدِ مختار[65]

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

11۔ معراج النبی ﷺ:

مولانا نے اپنی غزل میں سیرتِ مصطفی کریم ﷺ کے جس واقعہ کے ہر مرحلے کو مختلف انداز میں سب سے زیادہ لکھا ہے وہ معراج النبی ہے۔[66] آپ ﷺ اور آپ کا خاندان شعب ابی طالب سے مورخہ 10 / اپریل 618ء کو اپنے گھروں کو تشریف لائے۔ عظیم تایا (حضرت ابو طالب علیہ السلام) اور نفیس ترین رفیقہ حیات (حضرت بی بی خدیجۃ الکبری سلام اللہ علیہا) گھاٹی کی محصوریت کی صعوبتوں سے جان بلب ہو گئے اور دونوں چار ماہ سے زائد زندہ نہ رہ سکے۔ آپ ﷺ نے دونوں کے لیے ایک پورا سال "عام الحزن" کا نام دے کر سوگ میں بسر کیا۔ آپ ﷺ کو اِن دونوں کی وفات کا صدمہ تازہ ہے کہ طائف میں تبلیغی سفر پر تشریف لے جاتے ہیں۔ سلسلۂ وحی جاری تھا، طائف کے اوباشوں نے بد کلامی، ایذا رسانی اور سنگ باری کی انتہا کر دی کہ ساقینِ مبارکہ سے اتنا لہو بہا کہ نعلین شریفین لہو سے بھر گئی اور قدمین شریفین کو نعلین پاک سے مشکل سے باہر نکالا گیا۔ اس موقع پر فرشتوں نے آپ ﷺ سے برابر کے جواب دہی کی اجازت طلب کی مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مجھے نہیں جانتے۔ حضرت ابو طالب کی، ام المومنین جناب خدیجۃ الکبری کے صدمے کی شدت، اہلِ طائف کی چیرہ دستیوں کی انتہا اور جواب میں رحمۃ للعالمینی کا نقطۂ کمال، جب اللہ پاک نے یہ سب دیکھا تو تسکینِ خاطرِ محبوب کے لیے تخلیہ اور روبرو (One to one and face to face) ملاقات کا انتظام کیا؏ خط سے جی بھرتا ہی نہیں اب نین ملیں تو چین ملے! (یہ واقعہ 27 رجب 10 نبوی / 20 مارچ 619ء کو بوقتِ شب، نماز عشاء و قبل صلوٰۃ الفجر پیش آیا۔)[67]

مولانا اس کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ جب تمام راہیں مسدود ہو جائیں تو اے محبوب آپ ﷺ میرے پاس تشریف لے آئیں:

چو طریق بسته بودست و طمع گسسته بودست
تو برآ بر آسمان‌ها بگشا طریق و مذهب[68]

آپ ﷺ تنہا مقامِ سدرہ سے آگے تشریف لے گئے۔ درویش پیر کی زینت ہوتا ہے ضرورت نہیں:

از احمد پا کشید جبریل
از سدره سفر چو ماورا بود[69]

راستے میں آپ ﷺ کسی غیر اللہ سے متاثر نہیں ہوئے:

چون کرد بر عالم گذر سلطانِ «ما زاغ البصر»
نقشی بدید آخر که او بر نقش‌ها عاشق نشد[70]

اللہ پاک نے آپ ﷺ کا استقبال کیا:

چنانک کرد خداوند در شبِ معراج
بنورِ مطلقِ بر مصطفی سلام علیک[71]

حوروں نے آپ ﷺ کی عظمت کے ترانے گائے:

بر خوانِ حق ره یافت او با خاصگان دریافت او
بنهاده بر کف‌ها طبق بهرِ نثارش حور عین[72]

علمائے جمہور کے مطابق یہ واقعہ آپ ﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں صرف ایک دفعہ حالتِ بیداری میں جسدِ اطہر سمیت مکمل ہوا۔[73] مولانا کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے جسمِ اطہر سمیت باریاب ہوئے:

قد و بالایی که عشقش برفراشت
برگذشت آن قدش از عرشِ مجید[74]

اللہ کی آپ ﷺ سے ون ٹو ون اور فیس ٹو فیس ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ کو کچھ اطمینان ہوا جس کی سرشاری کا ذکر یوں کرتے ہیں:

کسی که شب به خراباتِ «قاب قوسین» ست
درون دیدۀ پرنورِ او خمارِ لقاست[75]

آپ ﷺ کی واپسی سب سے بڑی بندہ نوازی اور کمالِ رحمۃ للعالمینی ہے۔ معراج سے واپسی شانِ نبوت اور شانِ ولایت میں فرق کو واضح کرتی ہے:

محمد باز از معراج آمد
ز چارم چرخ عیسی در رسیدست[76]

واقعہ معراج سے ہی مصطفی کریم کی جملہ جن وانس سے، فرشتوں سے اور دیگر تمام انبیاء سے برتری ظاہر ہوتی ہے۔ فرمانِ الٰہی "فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ"[77] سے نبی اکرم ﷺ کی تمام انبیا پر فضیلت واضح ہو جاتی ہے۔ فرمانِ مصطفیٰ کریم ﷺ "انَا سَيِّدُ وُلدِ آدم يومَ القيامةِ ولا فَخرَ"[78] سے حضور ﷺ کی تمام جن وانس پر افضلیت کا پتا ملتا ہے۔ مولانا اس موضوع کو اپنی غزل کے اشعار میں جابجا لائے ہیں۔ جن وانس پر افضلیت کے حوالے سے کہتے ہیں:

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

برای جن و انسان را گشادی گنجِ احسان را
مثالِ نحنُ اعطیناک بر محروم سائل کش[79]

مولانا فرشتوں پر نبی اکرم ﷺ کی افضلیت کا جابجا ذکر کرتے ہیں[80]، ایک شعر میں کہتے ہیں:

گفتم این روی فرشتہ ست عجب یا بشر است
گفت این غیرِ فرشتہ ست و بشر ہیچ مگو[81]

مولانا حضرتِ آدمؑ، حضرتِ موسیٰؑ، حضرتِ عیسیٰ، حضرت خضرؑ، حضرت یوسفؑ کا نام لے کر آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو افضل قرار دیتے ہیں۔[82] اس میں صرف ان انبیاء کی تخصیص نہیں بلکہ حضور ﷺ جملہ انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں۔[83] مولانا کہتے ہیں:

عیسیٰ حریف موسیٰ یونس حریف یوسف
احمد نشستہ تنہا یعنی کہ من جدایم[84]

معراج سے واقعی ایک طرح کی تسکینِ نو نصیب ہوئی اور "آپ ﷺ نے تبلیغ و دعوت کی مہم کو مزید تیز کر دیا۔"[85] مشنِ محمدی ﷺ کو جب علو مرتبت نصیب ہوئی خصومت حاسدین و اقربا میں بھی بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ سابقین الاولین اور سابقون الاولون پر ایذا کی انتہا اور ان کا اپنی جان تک ہار دینا اپنی جگہ مشرکینِ مکہ (ابو جہل و ابو لہب) نے آپ ﷺ کے قتل کی منصوبہ سازی شروع کر دی۔[86]

12۔ مدنی دور:

14 نبوی مورخہ 9 ستمبر 622ء کو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ کاشانۂ اقدس سے عازمِ مدینہ ہوئے۔[87] دونوں نے اوّل اوّل غارِ ثور میں قیام فرمایا:

غار جنت شود چو ہست در او
ثانیَ اثنین اِذ ہُما فی الغار[88]

ہجرت مدینہ کا ذکر مولانا نے اپنی غزل میں اکثر کیا ہے[89]:

نہ مصطفی بہ سفر رفت جانبِ یثرب
بیافت سلطنت و گشت شاہِ صد کشور[90]

مولانا کے بقول یہ بظاہر ہجرت تھی لیکن انتظامِ ازلی کی طرف یہ قیامِ ریاست و حکومت کا اولین سنگ میل تھا۔ آپ ﷺ، صدیقِ اکبرؓ کے ہمراہ مؤرخہ 10، اکتوبر 622ء کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ یہاں مسلم معاشرت، ریاست، حکومت اور ان کے تمام اصول اسی واقعہ ہجرت سے جڑے ہوئے ہیں اور واضح ہو جانا چاہیے کہ آپ ﷺ پر مسافر اور مہاجر کا اطلاق نہیں ہوتا۔

13۔ تحویلِ قبلہ:

10 ستمبر 624ء کو بوقتِ نمازِ عصر آپ ﷺ کی خواہش پر تمام مسلمانوں کے لیے تبدیلیِ قبلہ / تحویل قبلہ[91] کا واقعہ پیش آیا۔ مولانا بھی اپنی غزل میں اس کا ذکر یوں کرتے ہیں:

ہر سو کہ تو بگردی از قبلہ بعد از آن
کعبہ بگردد آن سو بہر دل تُرا[92]

14۔ غزوۂ بدر:

17 رمضان 2ھ / مؤرخہ 3 مارچ 625ء کو معرکۂ غزوہ بدر پیش آیا۔[93] یہ تاریخِ اسلام کا اہم ترین موڑ ثابت ہوا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد فقط تین سو تیرہ تھی جبکہ کفارِ مکہ کا لشکر ایک ہزار سے زائد افراد اور ظاہری جنگی اسباب سے لیس تھا۔ ظاہری اعتبار سے مسلمانوں کے لیے اس جنگ میں فتح یابی ناممکن نظر آتی تھی مگر اللہ تعالیٰ کے وعدے اور مددِ غیبی سے مسلمانوں کو فتحِ عظیم حاصل ہوئی۔ مولانا نے اس کا ذکر آپ ﷺ کے کنکریاں پھینکے جانے والے واقعے[94] کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں کیا ہے:

ما رمیت اذ رمیت ہم ز خداست
تیرِ ناگہ کز این کمان آمد[95]

قرآنِ کریم نے اس غزوہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے کنکریاں پھینکنے کے عمل کو براہِ راست فعلِ الٰہی قرار دے کر امرِ رسول ﷺ کو ارادۂ خدائی ثابت کر دیا ہے اور یہی مولانا کا بھی نکتہ ہے کہ حضور ﷺ کا ہر عمل تائید غیبی حاصل کر لیتا ہے۔

آپ ﷺ کی صرف 11 سالہ مدنی زندگی میں 27 غزوات اور 73 سرایاہیں۔[96] وہ لوگ جو آپ ﷺ کی زندگی سے عیش و عشرت کا پہلو نکالتے ہیں وہ حیاتِ مبارکہ کا از سرِ نو مطالعہ فرمائیں۔

15۔صفاتِ خُلقیہ:

مولانا عام طور پر صفاتِ خِلقیہ اور خُلقیہ کو یکساں اہمیت دیتے ہوئے اکٹھا بیاں کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے حسنِ ظاہری کے ساتھ ساتھ آپ کے اَخلاقِ حسنہ اور حسنِ سلوک کو بھی مولانا نے موضوعِ سخن بنایا ہے۔ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کی مدنی زندگی کے چند نظائر کی تاریخ کے تعین کی ضرورت نہیں چونکہ ایسے واقعات حیاتِ مبارکہ میں مختلف اوقات میں مختلف صحابہ کرامؓ کے ساتھ ایک سے زائد مقامات پر پیش آئے۔

حضور ﷺ حسنِ سلوک کا ایک نمایاں واقعہ حضرت انس بن مالکؓ سے متعلق ہے، جو دس سال تک حضورِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہے اور ان کے بقول آپ ﷺ نے کبھی انھیں ”اُف“ تک نہیں کہا۔[97] غزل کے رمزیہ اسلوب میں مولانا اسی طرف یوں اشارہ کر رہے ہیں:

در دو جهان لطیف و خوش همچو امیرِ ما کجا
ابروی او گره نشد گر چه که دید صد خطا [98]

مولانا کے بقول آپ ﷺ کی بصارتِ مبارکہ اللہ تعالیٰ کی عنایتِ خاص تھی۔ آپ ﷺ انھی چشمان مبارکہ سے بیک دنیوی مناظر کو بھی دیکھتے تھے اور اخروی مظاہر کو بھی۔ گویا آپ ﷺ کی چشمانِ کرم بصارت اور بصیرت دونوں کی حدِ کمال کی حامل تھیں۔ بلاشبہ یہ وہ خصوصیت ہے جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتی[99]:

بپیشِ چشم محمد بهشت و دوزخ عین
به پیشِ چشمِ دگر کس مستر و مغمود [100]

آپ ﷺ کے دستِ مبارک کے تصرف اور رسائی کا ایک واقعہ شبِ معراج سے بھی منسلک ہے۔ اس مبارک سفر کے دوران میں جب آپ ﷺ نے جنت میں اپنے دستِ مبارک سے ابھی میوہ لینا چاہا ہی تھا کہ پوری شاخ خود جھک کر حضور ﷺ کے دستِ مبارک تک آ گئی۔[101] مولانا اس واقعہ کو بڑی خوبی سے بیان کرتے ہیں:

مذللست قطوفِ بهشت بر احمد
که کرد دست دراز و از آن بخواست ربود [102]

حضور ﷺ کے قدموں کی خاک کو بھی مولانا نے باعثِ برکت قرار دیا ہے۔ وہ اس خاکِ اقدس کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کی تلقین کرتے ہیں تا کہ بروزِ حشر ہم کہیں ان لوگوں میں شامل نہ ہو جو شفاعتِ نبوی ﷺ سے محروم ہوں:

گردِ کفشِ خاکِ پای مصطفی را سرمه ساز
تا نباشی روزِ حشر از جمله کالویروس [103]

گویا خاکِ پائے مصطفیٰ ﷺ ایسی بصیرت عطا کرتی ہے کہ جو نگاہ اس سے روشن ہو جائے، وہ تا روزِ حشر اندھی نہیں ہو گی۔

16۔فتحِ مکہ:

شعبان 8ھ / یکم جنوری 630ء تاریخِ اسلام کا وہ عظیم ترین دن تھا جس روز مصطفی کریم ﷺ کی قیادت میں مسلمانوں کو فتحِ مکہ نصیب ہوئی۔[104] اس فتحِ مبین کی بشارت اللہ تعالیٰ نے صلحِ حدیبیہ کے موقع پر آیۂ ”إنا فتحنا لک فتحاً مبیناً“[105] کی صورت میں دے دی گئی تھی۔ دس ہزار صحابہ کرامؓ کے لشکر کے ساتھ آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور وہ شہر جس سے آپ ﷺ نے اپنوں سے جان بچا کر بہ اذنِ الٰہی ہجرت کی تھی آج اسی آبائی شہر میں سلطان نہیں بلکہ سلطانِ رسالت بن کر واپس تشریف لائے۔ مولانا اس واقعہ کو اکثر غزل میں لائے ہیں[106] ان کے نزدیک یہ نبوت کے ظہورِ کاملہ کا لمحہ ہے:

نگر به احمدِ مرسل که مکه را بگذاشت
کشید لشکر و بر مکه گشت او والا [107]

دنیا کی تمام فتوحات سے یکسر مختلف انداز میں یہ فتح بغیر کسی قتال ہوئی۔ اس سے بھی سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا امتیازی وصف ابھرتا ہے کہ غلبے کے باوجود حضورِ رحمت ﷺ نے عفو و درگزر کو اختیار کرتے ہوئے رحمۃ للعالمینی کی لاثانی مثال قائم کر دی۔

17۔نظائرِ رحمۃ للعالمینی:

وادیٔ طائف میں پیش آنے والے اذیت ناک سلوک کے بدلے میں نبیِ رحمت کا جواب رحمۃ للعالمینی کی اعلیٰ ترین مثال ہے ہی لیکن مگر اس شانِ رحمۃ للعالمینی کا اس سے بھی بڑھ کر ظہور فتحِ مکہ کے دن ہوا جس روز حضور ﷺ نے ان لوگوں کو معاف فرما دیا جو طرح طرح کے مصائب اور ایذا رسانیاں کرتے رہے اور ہجرت کا سبب

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

بنے۔ قرآنِ کریم میں رحمتِ مصطفوی ﷺ کی "قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ "[108] کے الفاظ میں توثیق کی گئی ہے۔

وادیٔ طائف میں ہونے والے سلوک کے بعد؛ آپ ﷺ کی شانِ رحمۃ للعالمینی کا سب سے چوکھا رنگ فتحِ مکہ کے دن نظر آتا ہے۔[109] سب اہلِ مکہ پکار اٹھے کہ:

به بر و بحر فتادست ولوله شادی
که بحرِ رحمت پوشید قالبِ بشری[110]

18۔وصالِ باکمال:

6جون 651ء کو سرکار نے اس دنیائے ظاہری سے ظاہراً پردہ فرمایا۔ یہ درحقیقت تکمیلِ رسالت اور کمالِ انسانیت کا اعلان تھا۔ بظاہر نہایت مختصر وقت میں ایک غیر مہذب خطے میں مذہبی، سیاسی، اقتصادی، معاشی اور معاشرتی تمام سطحوں پر انقلاب برپا کرنے کے مشن میں کامیابی پر حضور ﷺ کا استقبال مولانا کے بقول یوں کیا گیا:

نثارش آید از رضوانِ جنت
کنارش گیرد آن بدرِ منیرش[111]

آپ ﷺ کے مشن کی ابدیت کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں:

هر سحرگه پیشِ قانونهای تو
سجده آرد دینِ پاکِ احمدی[112]

"رسول اکرم ﷺ کے ساتویں صدی عیسوی تک میں دیے ہوئے احکام اتنے معقول اور مناسب ہیں کہ ان میں تبدیلی کی کم از کم اب تک کسی سنجیدہ شخص کو ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ تاریخِ قانونِ عالَم میں یہی ایک بات حیران کُن معجزے سے کم نہیں۔"[113] حکمِ الٰہی سے آپ ﷺ کے منضبط قوانین میں آج تک کوئی کمی پیشی نہیں، نہ وقت گزرنے کے ساتھ ان کی افادیت میں کوئی فرق آسکا۔ یہ قوانین آج بھی اتنے ہی تازہ اور کارآمد ہیں جتنے چودہ سو سال پہلے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دینِ احمدی کے سامنے تمام انسان ساز قوانین ہر صبح سجدہ ریز ہو کر اس کی عظمت کا اعتراف کرتے ہے!

19۔شفاعتِ کبریٰ:

ہستی تو فخرِ ما، ہستیِ ما عارِ ما[114] روزِ محشر جب تمام نوعِ آدم نفسا نفسی کے عالم میں ہو گی تب حضورِ اکرم ﷺ اپنی امت کی نجات کے لیے شانِ شفاعتِ کبریٰ کا ظہور فرمائیں گے۔ مولانا بارگاہِ رسالت مآب میں "صورتِ خود را بہ پیشِ صورتِ احمد نہم"[115] کا انداز اپنا کر اپنے لیے بلکہ سب کے لیے طلبِ شفاعتِ کبریٰ کی التجا پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خود کہتے ہیں کہ ہماری ہستی میں اگر کچھ باعثِ فخر ہے تو فقط یہ کہ ہمیں نسبتِ مصطفیٰ ﷺ حاصل ہے البتہ یہ امر بھی ہماری ہستی اس لیے باعثِ عار ہے کہ ہم اس نسبت کا حق، کماحقہ ادا نہیں کر سکے۔ مولانا کا یہی اعترافِ جرم طلبِ شفاعت کی شکل میں ڈھل کر رحمتِ مصطفوی ﷺ کا متلاش بن جاتا ہے۔ مولانا حضور ﷺ کو دونوں جہانوں کا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں، حشر تک کے لیے ٹوٹے دلوں کا ملجا و ماویٰ تصور کرتے ہیں اور الحاح و دعا کے انداز میں کہتے ہیں:

شهِ جهانی و هم پاره دوز استادی
بکن نظر سوی اجزای پارهٔ ما[116]

مولانا کو اپنی اصل حالت کا بخوبی علم ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے اعمال کے بل بوتے پر نجات کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم تو آپ ﷺ کے محتاجِ شفاعت ہیں۔ اس لیے مولانا کی پوری توجہ طلبِ شفاعت پر ہے۔ آپ ﷺ کی شانِ شفاعت گویا آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کی انتہائی اور کامل صورت ہے:

کرمِ تو عذر خواهِ همه مجرمانِ عالم
تو امانِ هر بلایی تو گشادِ بندهایی[117]

مولانا آپ ﷺ کو سرداروں کا سردار، پیغمبروں کی برہان، اعلیٰ حاکم، بہترین منصف اور سب سے بڑھ کر ہر مجبوری کا چارہ قرار دیتے ہوئے یوں طلبِ شفاعت کرتے ہیں:

سردفترِ هر سروری برهانِ هر پیغامبری
هم حاکمی هم داوری هم چارهٔ ناچار من[118]

مولانا علی الاعلان کہتے ہیں کہ آپ ﷺ صرف دنیا و آخرت کے ساتھ ساتھ عالمِ برزخ کے بھی بادشاہ ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی شانِ رحمۃ للعالمینی کے عین مصداق ہے کہ ان کا دستِ رحمت ہر عالَم اور ہر حالت میں متصرف اور مختار[119] ہے:

چه جنت چه دوزخ توی شاهِ برزخ
برانی برانی بخوانی بخوانی[120]

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

مولانا کے نزدیک حضور ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ کا مظارہ دراصل رحمتِ الٰہی کا ظہور ہی ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس ﷺ رحمتِ الٰہیہ کا سُمندر ہے اور وہ اس سمندر میں گنہگاروں کو ڈبو کر انھیں شفاعت سے بہرہ ور فرماتے ہیں:

تو آن کسی کہ ہمہ مجرمانِ عالم را
بہ بحرِ رحمت غوطی دہی کنی مغفور[121]

مولانا نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ انھی کو نصیب ہو گی جو اس بحرِ رحمت میں غوطہ زن ہوں گے اور بلاشبہ بحرِ رحمت کی غواصی اتباعِ اسوۂ حسنہ کے بغیر ممکن نہیں ! آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی تا قیامِ قیامت تک کے لیے باعثِ نجات ہے۔ مولانا کے بقول آپ ﷺ کی اطاعت لوگوں کو گمراہی کے بیابانوں سے نکال کر صراطِ مستقیم پر لاتی ہے اور پھر فیضانِ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ اس راہ پر ہمیشہ ان کی نگہبانی کے لیے موجود رہتا ہے:

گمرہان را ز بیابان ہمہ در راہ آرد
مصطفیٰ بر رہِ حق تا بہ ابد رہبان باد[122]

آپ ﷺ کی ذات اور تعلیمات صفحۂ دہر پہ ایک ایسا نقشِ پائندہ ہے کہ جس کی نظیر ممکن نہیں۔ مولانا نے جس عہد میں وفات پائی، وہ حضور ﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ سے ساڑھے چھ سو سال بعد کا زمانہ تھا۔ اس طویل فاصلے کے باوجود مولانا بنائے محمدی ﷺ کے استحکام کا چرچا کرتے ہوئے دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ:

بباد و بودِ محمد نگر کہ چون باقیست
ز بعدِ ششصد و پنجاہ سخت بنیادست[123]

آپ کا وجودِ اقدس، آپ کے آثارِ قدسیہ اور آپ کی دینِ مبین کی بنیاد اتنی مضبوط ہے کہ آج ساڑھے چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اس میں کہیں کوئی کمزوری نہ نظر آئی اور نہ کبھی آئے گی۔ خواہ وقت ہزار کروٹیں لے، زمانے بدل جائیں، تہذیبیں بدل جائیں، نظام بدل جائیں مگر سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کی بنیاد ہمیشہ یوں ہی مستحکم رہے گی۔ مولانا کے نزدیک بلاشبہ یہ آپ ﷺ کی جو خلعتِ نبوت کا زندہ و پائندہ اعجاز ہے:

چنین خلعت بدش در سر کہ نامش کرد مدثر
شعارش صورتِ نیر دثارش سیرتِ احسن[124]

آپ ﷺ کا ظاہر و باطن ایک ایسا نور ہے جس کی روشنی میں چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا اور بغیر کسی ٹھوکر کے شفاعتِ کبریٰ کی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے! اس "سیرتِ احسن" کی کشش اور تاثیر پائندہ ہے۔

حضورِ اقدس ﷺ کی بارگاہ میں شعر کہنا ادا نہیں عطا ہے، قندِ مکرر ہے، اپنے لیے طلبِ شفاعت کا اپنا اپنا کاسہ جو ہر شاعر اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے ایستادہ دست بہ دعا اور چشم بہ سماد کھائی دیتا ہے۔ مولانا نے بھی اپنے آپ کو اس شمار و قطار میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے اور اس مضمون میں مولانا کی اسی حالت کو اجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

[1] ڈاکٹر محمد اکرم اکرام، "رومی" مشمولہ "دائرۂ معارفِ اقبال، لاہور: پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، (جلد2)، 2010ء، ص385-383۔

[2] جلال الدین محمد، رومی، مولانا، "کلیات شمس تبریزی" (مجموعہ غزلیات و رباعیات)، (مرتبہ استاد بدیع الزمان فروزانفر)، ایران؛ تہران: انتشارات طلایہ، میدان انقلاب، ۱۳۸۴ش، چاپ سوم، ص1164-1۔

[3] شروحاتِ مثنوی از: **(الف)** مولیٰ مصطفی بن شعبان سودی، **(ب)** شیخ اسماعیل انقروی، **(ج)** کمال الدین خوارزمی، **(د)** مولانا اشرف علی تھانوی ("کلید مثنوی"، ۲۴ جلدیں)، **(ہ)** مولوی محمد نذیر عرشی ("مفتاح العلوم")۔ ان میں حضور ﷺ کا ذکر ہے لیکن تاریخ اور سیرت کے حوالے سے نہیں۔

[4] **(الف)** ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی، "ذکرِ رسول ﷺ مثنوی رومی میں"، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، 2015ء، ص247-1۔ جدید طریقِ تحقیق سے نہ مواد کی جمع آوری کی گئی ہے اور نہ قرینے سے طبقہ بندی کر کے پیش کیا گیا ہے بلکہ ایک بے ترتیبی سے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ **(ب)** احمد احمدی بیرجندی، "مدائحِ محمدی ﷺ در شعرِ فارسی"، (مشہد: کتاب خانہ ملیہ ایران، آستانہ قدسِ رضوی، 1379،) ص59-58۔ نکلسن کی مرتبہ مثنوی کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ کا ذکر موجود ہے۔ **(ج)** جواد جعفریان، پرویز حیدری، "سیمای پیامبر ﷺ در مثنوی مولانا"، (نشریہ تفسیر و تحلیل متون زبان و ادبیات فارسی، دہخدا، دورہ2، بہار 1389،) شمارہ3۔ **(د)** سید محمد ہادی طباطبایی، "سیمای پیامبر اسلام در مثنوی معنوی"، نشریہ فرہنگ یزد، زمستان 1385، شمارہ29۔ **(ہ)** دکتر عبد الرضا سیف، "معجزات پیامبر اسلام ﷺ در

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

مثنوی معنوی"، دانش کدہ ادبیات وعلوم انسانی دانشگاہ تہران، 163-162، شمارہ0، پاییز1381۔**(و)** پروین رضایی،"سیمای نور و سرور پیامبر اکرم ﷺ در متون عرفانی (با تاکید بر مثنوی)"، عرفان اسلامی، زمستان 1397، شمارہ 58۔**(ز)** دکتر عبد اللہ نصرتی، فائزہ السادات حسینی سیر، "سیمای خاتم انبیا ﷺ و سرورِ اولیاؑ در مثنوی مولوی"، عرفانیات در ادب فارسی (ادب وعرفان)، تابستان 1389، شمارہ3۔**(ح)** ابراہیم سراوانی، سکینہ پودینہ آقایی،"بہرہ گیری مولانا از احادیث پیامبر اسلام(ص) و آیات قرآن در دفتر اول مثنوی"، سومین کنفرانس بین المللی پژوہش ہای نوین در مدیریت، اقتصاد وعلوم انسانی، 1395۔**(ط)** سعید روز بہانی،"سیمای عرفانی حضرت رسول اکرم(ص) در مثنوی مولوی" قند پارسی، سال1386۔ شمارہ38۔

[5] **(الف)** پروفیسر لطیف اللہ، "مولانا روم کا پیامِ عشق"، (دلی: نئی کتاب پبلیشرز، 2006ء)، صفحہ ۲۷، ۲۸۔ دو غزلوں سے منتخب 2، اشعار ہیں۔**(ب)** دکتر غلام رضا رئیسیان، ھوشنگ استادی، "تجلی شخصیت پیامبر در شعر فارسی"، فصل نامہ ادبیات دینی شمارۂ2، صفحہ 176۔ مولانا کی ایک غزل کے تین اشعار بطور مثال پیش کیے گئے ہیں۔**(ج)** سید ضیاء الدین دہشیری، "نعتِ رسول اکرم ﷺ در شعر فارسی" 1368، ص 851-7۔ مولانا کا ذکر ہی نہیں ہے۔**(د)** محمد شاہر خی / مشفق ہمدانی، "سیمای محمد ﷺ در آیینۂ شعرِ فارسی"، (تہران: وزارتِ فرہنگِ ارشادِ اسلامی، 1376،) ص67-59۔ مولانا کا ذکر مثنوی کے حوالے سے ہے۔**(ہ)** ابراہیم گمارد، "رومی اور اسلام"، (وُڈ سٹاک، امریکا: سکائی لائٹ پاتھس، ۲۰۰۴ء)، ص ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۵۱، ۱۸۱۔ "دیوانِ شمس" سے پانچ اشعار دیے گئے ہیں، لیکن صرف انتخاب ہے، تجزیہ نہیں۔

[6] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، (لاہور: اگست (بارِ اول) 1986ء)، جلد19، ص الف تاز، 312-302۔

[7] ایضاً، ص4۔

[8] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص1164-1۔

[9] ایضاً، ص172۔**ترجمہ:** آجاؤ کہ آسمانوں کے نور نے خاک کو آراستہ کر دیا ہے؛ یہ نورِ حق کا شگوفہ ہے اور درخت چراغ دان کی مانند ہے۔

[10] **(الف)** "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص12۔**(ب)** قاضی محمد سلیمان، سلمان منصور پوری، "رحمۃ للعالمین ﷺ" (جلد2)، (لاہور: پروگریسو بکس، 1350ھ)، ص366-365۔ اس تحقیق میں سنوات کے عیسوی، نبوی اور ہجری معادل سنوات کے لیے سارے مقالہ میں قاضی سلمان منصور پوری کی تحقیق و تخریج کو بنیاد قرار دیا گیا ہے۔

[11] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص12۔

[12] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص375۔**ترجمہ:** خدائے بے چگونہ صورتِ مصطفیٰ ﷺ میں جلوہ گر ہوا ہے۔

[13] القرآن الکریم، سورۃ المائدہ:15، سورۃ التوبہ:128، سورۃ الجمعہ:2، سورۃ العمران:164، سورۃ النساء:79، سورۃ الفتح:28، سورۃ الحج:49۔

[14] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص82، 375، 199، 771، 70، 124، 312، 312، 400، 434، 81، 20، 37، 96، 110، 216، 229، 229، 351، 446۔

[15] ایضاً، ص19۔**ترجمہ:** اے جوہرِ ناب اور لعلِ کانِ جان، اے جانِ مکان ولا مکان! کہاں مخلوق، اور کہاں تُو!

[16] علامہ نور بخش توکلی، "سیرتِ رسولِ عربی"، (لاہور: ادارہ الاویس، 1994ء)، ص21۔

[17] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص37۔ یہ چاند کہاں سے آگیا، اور یہ کیسا چہرہ ہے؟ یہ خدائی نور ہے، تبارک وتعالیٰ!

[18] ایضاً، بالترتیب ص867، 1051، 1051، 1051، 81، 452، 452، 1062، 81، 85، 845۔

[19] ڈاکٹر محمد طاہر القادری، "سیرۃ الرسول ﷺ" (جلد10)، (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2004ء)۔ ص64-58۔

[20] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص214۔

[21] ایضاً، ص888۔**ترجمہ:** ازل کی کمان نے ہمارے سست تیروں کو تھام لیا؛ فقط یہ خدنگِ احمدی ہے، جو فخرِ بنی کنانہ بنا!

[22] ڈاکٹر محمد طاہر القادری، "سیرۃ الرسول ﷺ" (جلد10)، ص116۔

[23] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص4۔

[24] القرآن الکریم؛ 61[الصف]:3،3[آل عمران]144،33[الاحزاب]40،47[محمد]2،48[الفتح]29، بحوالہ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ"، ص15۔

[25] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص42، 54، 80، 89، 96، 142، 178، 225، 250، 258، 263، 267، 278، 281، 312، 319، 321، 334، 335، 335،

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

400، 414، 265، 486، 554، 566، 591، 593، 603، 603، 605، 607، 640، 696، 701، 701، 702، 710، 777، 795، 867، 882، 888، 897، 1040۔

[26] ایضاً، ص7، 85، 124، 171، 176، 227، 227، 229، 229، 229، 303، 312، 335، 335، 404، 404، 406، 406، 471، 434، 615، 657، 711، 715، 1021، 1026، 1091، 1117، 1120، 1127، 1139۔

[27]"اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص109۔

[28] ایضاً، ص12۔

[29] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص245۔ اس شعر میں کلمۂ میلاد سے فقط رسمِ جشنِ میلاد مراد ہے۔ **ترجمہ:** تو دیکھتی ہے، اور دوسرے نہیں دیکھ پاتے؛ رسمِ میلاد کے طور پر ہر سو نور ہی نور ہے۔

[30] ایضاً، ص406، **ترجمہ:** اگر محمد ﷺ ایک شاخ سے بھی پردہ چاک کر دیں، تو ہزاروں راہب اور قسیس زنّار چاک کر ڈالیں۔

[31] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص24۔

[32] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص743، **ترجمہ:** میں نے اعلان کر دیا ہے کہ آپ ﷺ پیغمبرِ عشاق ہیں، اے رسولِ امین! خدا کے لیے آپ ﷺ فرما دیجیے۔

[33] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص25۔

[34] ایضاً، ص25۔

[35] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص1062، **ترجمہ:** اے وہ کہ یہ عالم تیرے حسن کے جمال کے نشانے پر ہے، اصل مقصود تیرا حسن تھا، باقی سب بہانے ہیں۔

[36] ایضاً، ص1091، **ترجمہ:** اُس عربی کے حسن نے میرا عقل و دل لوٹ لیا، اُس کی مست نگاہ کے ایک اشارے میں ہزاروں عجائب ہیں۔

[37] ایضاً، ص1091، **ترجمہ:** اے خواجہ! میرے پاس ہزار عقلیں اور ادب تھے، اب میں بے بس ہوں، خود کی صدا دی ہے۔

[38] ایضاً، ص1091، **ترجمہ:** جواب دو کہاں سوئے تھے، کیا ڈھونڈ رہے ہو؟ عقلِ محمد ﷺ کے سامنے ابولہب کی کِٹ کس کام کی!!!

[39] ایضاً، ص888، **ترجمہ:** ہر شخص آپ ﷺ کی کمان کے سامنے دل پیش کرتا ہے، خواہش ہے کہ آپ ﷺ کے تیر کے استقبال کے لیے دل کا ورق ہی اصل نشانہ ہے۔

[40] ایضاً، ص440، **ترجمہ:** آپ ﷺ کے چہرے کی خوبصورتی، آپ ﷺ کے بالوں کی حسین گھنگریالی زلفیں، ہر گھڑی آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کے دین پر ہزاروں رحمتیں!

[41] ایضاً، ص334، **ترجمہ:** جب ایک سوارِ ماہ کا سامنا ہو تو ڈھال بھی دو نیم ہو جاتی ہے؛ احمد ﷺ کی نگاہ کا نیزہ کیسا دل میں اتر جانے والا تھا۔

[42]"اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص27۔

[43] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص229، **ترجمہ:** پھر ایک بار رسالت قبلے سے روانہ ہوئی، جب محمد ﷺ کے گوشۂ محراب میں آواز آئی۔

[44] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، 27–28۔

[45] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص257، **ترجمہ:** وہ کسی اور جگہ نہیں گیا، وہ خدا کی خلوت کی سمت گیا۔

[46] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص29۔

[47] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص110، **ترجمہ:** ایک ہی سانس میں وہ فلک تک جا پہنچتا ہے، ہزاروں در کھل جاتے ہیں؛ جب «اقرأ» کا خاص امیر دعا کے لیے لب کھولتا ہے۔

[48] ایضاً، ص488، **ترجمہ:** جب غیب سے وحی نازل ہو تو ہمہ تن گوش ہو جا؛ کہ رسولوں کے سردار نے کہا کہ میرے لیے اجازت سر سے ہی دی جاتی ہے۔

[49] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص59۔

[50] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص710، **ترجمہ:** اگر تو ایک لمحہ بھی احمدِ امّی ﷺ کے مدرسے کو دیکھ لے، تو تجھے علم و فضل اور ہنر پر ناز کرنا بھی حلال ہو جائے۔

[51] قاضی سلیمان منصور پوری، "رحمۃ للعالمین ﷺ" (جلد3)، (لاہور: پروگریسو بُکس، 1352ھ)، ص35–31۔

[52] سورۃ الحجر: 94۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

[53] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص229، **ترجمہ:** محمد ﷺ نے خم خانۂ غیب کو وا کر دیا؛ پاک مئے میں بہت بڑی کساد بازاری آن پڑی۔

[54] ایضاً، ص435، **ترجمہ:** اُس کے لیے تو اُس کے ہاتھ سے نازل ہونے والا "تبّت" ہی کافی ہے؛ جو چاند کا دشمن ہو، اس کے لیے اندھیرے ہی بس ہیں۔

[55] ڈاکٹر محمد طاہر القادری، "سیرۃ الرسول ﷺ" (جلد10)، ص83-482۔

[56] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص152، 586، 762، 827۔

[57] ایضاً، ص593، **ترجمہ:** ہم نے مردانگی کا ہنر اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے؛ ہم عشق کے پہلوان اور احمد ﷺ کے یار ہیں۔

[58] ایضاً، ص96، **ترجمہ:** میں اس درخت کی مانند ہوں کہ رسول ﷺ کے حکم سے جڑیں گھسیٹتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے میدان میں آ کھڑا ہوا۔

[59] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص289، القران (54: القمر1-2)

[60] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص80، 166، 166، 205، 227، 334۔

[61] ایضاً، ص227، **ترجمہ:** آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرنے سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا ہنگامہ برپا ہوا۔

[62] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص33

[63] ایضاً، ص40، سورۃ التوبۃ:100۔

[64] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص42، 142، 404، 414، 640، 795۔

[65] ایضاً، ص404، **ترجمہ:** وہ صحابہ جو تلواروں کے سامنے ننگے کھڑے ہوئے، محمدِ مختار ﷺ کے عشق میں مست و بے خود تھے۔

[66] ایضاً، ص۷، ۴۲، ۵۱، ۵۴، ۷۰، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۵، ۹۶، ۱۱۰، ۱۲۴، ۱۷۵، ۱۷۸، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۹ (تین شعر)، ۲۲۹، ۲۵۲ (تین شعر)، ۲۹۰، ۲۹۲، ۲۹۷، ۴۳۷، ۴۶۵، ۴۷۱، ۴، ۴۷۴، ۶۲۴، ۶۳۸، ۶۵۷، ۶۸۹، ۶۴، ۷۶۴، ۹۱۳، ۹۲۰، ۱۰۵۱ (دو شعر)۔

[67] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص39، سورۃ الاسراء:1، سورۃ النجم:8-18۔

[68] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص110، **ترجمہ:** جب راستہ بند ہو چکا تھا اور طمع ٹوٹ چکی تھی، تو آسمانوں پر اٹھ جا، راستہ اور مذہب کھول دے۔

[69] ایضاً، ص258، **ترجمہ:** جبریلؑ احمد ﷺ کے قدموں سے پیچھے رہ گیا، کہ سدرہ سے آگے کا سفر ماوراتھا۔

[70] ایضاً، ص190، **ترجمہ:** جب «مازاغ البصر» کا سلطان عالم سے گزرا، تو آخر ایسا نقش دیکھا جس پر وہ نقشوں کا عاشق نہ ہوا۔

[71] ایضاً، ص474، **ترجمہ:** جیسے خداوند نے شبِ معراج میں کیا، نورِ مطلق سے مصطفیٰ ﷺ پر سلام ہو۔

[72] ایضاً، ص638، **ترجمہ:** وہ حق کے دستر خوان تک پہنچا، خاصوں کے ساتھ پایا؛ حورِ عین نے اس کی نثار کے لیے طباق ہاتھوں پر اٹھا رکھے تھے۔

[73] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص40-39۔

[74] مولانا، "کلیاتِ شمس تبریزی"، ص292، **ترجمہ:** وہ قد و قامت جسے اس کے عشق نے بلند کیا، وہ اپنے قد میں عرشِ مجید سے بھی آگے بڑھ گیا۔

[75] ایضاً، ص175، **ترجمہ:** جو « قاب قوسین » کی ؟؟؟ میں شب گزارے، اس کی روشن آنکھوں میں دیدار کی خمار ہوتی ہے۔

[76] ایضاً، ص124، **ترجمہ:** محمد ﷺ پھر معراج سے لوٹے، چوتھے آسمان سے عیسیٰؑ ان سے آملے۔

[77] سورۃ البقرہ:253۔

[78] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص4۔

[79] ایضاً، ص439۔ **ترجمہ:** تونے جن و انس کے لیے احسان کا خزانہ کھول دیا، « اِنّا اعطیناک » کی مثال محروم سائل پر نچھاور کر دی۔

[80] ایضاً، ص258، 258، 641، 641۔

[81] ایضاً، ص794۔ **ترجمہ:** میں نے کہا یہ چہرہ فرشتے کا ہے یا بشر کا؟ کہا: یہ نہ فرشتہ ہے نہ بشر، اس پر کچھ مت کہو۔

[82] ایضاً، ص124، 142، 439، 1، 258، 641، 794، 205، 603، 1118، 1118۔

[83] نور بخش توکلی، "سیرتِ رسولِ عربی"، ص386-381۔

[84] مولانا، "کلیات شمس تبریزی"، ص603۔ **ترجمہ:** عیسیٰؑ کا مقابل موسیٰؑ، یونسؑ کا یوسفؑ سے، احمد ﷺ اکیلے جلوہ گر ہیں، یعنی میں سب سے جدا ہوں۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

[85] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص40۔

[86] ایضاً، ص33-32، 42۔

[87] سورۃ التوبۃ:40۔

[88] مولانا،"کلیات شمس تبریزی"، ص414۔ ترجمہ: جب اس میں وہ موجود ہو تو غار بھی جنت بن جاتا ہے، جب دو میں سے ہر دوسرا تھا، اس حال میں کہ دونوں غار میں تھے۔

[89] ایضاً، ص89، 263، 303، 319، 430، 777، 795، 815، 1021۔

[90] ایضاً، ص408، ترجمہ: مصطفیٰ ﷺ یثرب کی سمت سفر پر نہ گئے تھے کہ سلطنت پالی اور سو ملکوں کے بادشاہ ہو گئے۔

[91] سورۃ البقرہ:114۔

[92] مولانا،"کلیات شمس تبریزی"، ص75، ترجمہ: تو جس سَمت بھی رخ کرے گا اس کے بعد، کعبہ تیرے دل کی خاطر اسی سمت رخ کرلے گا۔

[93] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص45۔

[94] سورۃ الانفال:17

[95] مولانا،"کلیات شمس تبریزی"، ص351، ترجمہ: "مارمیت اذ رمیت" خدا ہی کی طرف سے ہے؛ وہ ناگہانی تیر جو اس کمان سے نکلا۔

[96] William Montgomery watt, "Muhammad at Macca"(1953) , "Muhammad at medina"(1956).

[97] امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، "الصحیح بخاری"، بیروت: دار القلم، 1981ء، رقم:6038۔

[98] مولانا،"کلیات شمس تبریزی"، ص19، ترجمہ: دونوں جہانوں میں ہمارے امیر جیسا لطیف و خوش کہاں؟ اس کی ابرو میں شکن نہ آئی، اگرچہ اس نے سو خطائیں دیکھیں۔

[99] امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، "الصحیح بخاری"، رقم:182۔

[100] مولانا،"کلیات شمس تبریزی"، ص335، ترجمہ: محمد ﷺ کی نگاہ کے سامنے جنت اور دوزخ عیاں ہیں؛ دوسروں کی آنکھوں کے سامنے تو وہ پردے میں اور پوشیدہ ہیں۔

[101] امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، "الصحیح بخاری"، رقم:784۔

[102] مولانا،"کلیات شمس تبریزی"، ص562، ترجمہ: جب احمد ﷺ نے ہاتھ بڑھا کر جنت کے خوشوں کو لینا چاہا تو وہ خود ان ﷺ کے سامنے عاجز ہو کر جھک پڑے۔

[103] ایضاً، ص434، ترجمہ: مصطفیٰ ﷺ کے پائے خاک کے غبار کو سرمہ بنالے، تاکہ روزِ حشر ندامت زدوں میں شامل نہ ہو۔

[104] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص51۔

[105] سورۃ الفتح:1۔

[106] مولانا،"کلیات شمس تبریزی"، ص266، 272۔

[107] ایضاً، ص80، ترجمہ: احمدِ مرسل ﷺ کو دیکھ کہ مکہ کو چھوڑا؛ لشکر کشی فرمائی اور پھر مکہ پر سربلند ہو کر لوٹے۔

[108] سورۃ یوسف:92۔

[109] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص52-53۔

[110] مولانا،"کلیات شمس تبریزی"، ص1108، ترجمہ: خشکی اور تری میں خوشی کی ہلچل مچ گئی ہے، کہ بحرِ رحمت نے قالبِ بشری اوڑھ لیا ہے۔

[111] ایضاً، ص443، ترجمہ: رضوانِ جنت آپ ﷺ پر نثار ہوتا ہے، وہ آپ ﷺ بدرِ منیر کو آغوش میں لے لیتا ہے۔

[112] مولانا،"کلیات شمس تبریزی"، ص1040۔ ترجمہ: اے انسان تیرے بنائے ہوئے تمام قوانین ہر روز رسولِ پاک ﷺ کے دین کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

[113] "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ"، دانش گاہِ پنجاب، ص233۔

[114] ایضاً، ص89۔ ترجمہ: آپ ﷺ کی ہستی ہمارا فخر ہے جبکہ ہمارا ہونا ہمارے لیے ہی باعثِ شرم ہے۔

[115] ایضاً، ص566۔ ترجمہ: میں نے خود کو نبی پاک ﷺ کے سامنے جھکا دیا۔

[116] ایضاً، ص83۔ ترجمہ: آپ دونوں جہانوں کے بادشاہ ہیں اور ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والے ہیں، ہماری بکھری ہوئی حالت پر بھی ایک نگاہ ڈال دیجیے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

[117] ایضاً، ص1021۔**ترجمہ:** آپ ﷺ کا کرم تمام گنہگاروں کی وکالت کرتا ہے، آپ ﷺ ہر بلا سے امان اور ہر گرہ کے کشادہ کرنے والے ہیں۔

[118] ایضاً، ص644۔**ترجمہ:** آپ ﷺ ہر سردار کے سردار ہیں، ہر پیغمبر کے لیے دلیل، آپ ﷺ ہی حاکم ہیں، آپ ﷺ ہی منصف ہیں اور میری ہر مجبور کا چارہ بھی آپ ﷺ ہی ہیں۔

[119] ایضاً، ص42، 142، 178۔

[120] ایضاً، ص1118۔**ترجمہ:** جنت، دوزخ، برزخ سب کے بادشاہ آپ ﷺ ہی ہیں، جسے چاہیں دور کریں، جسے چاہیں بلالیں۔

[121] ایضاً، ص412۔**ترجمہ:** آپ ﷺ وہ ہیں جو تمام مجرموں کو اپنی رحمت کے سمندر میں ڈبو کر بخش دیتے ہیں۔

[122] ایضاً، ص281، **ترجمہ:** بیابان سے گمراہوں کو سیدھی راہ پر لے آتے ہیں، مصطفی ﷺ قیامت تک کے لیے راہِ حق کے رہنما ہیں۔

[123] ایضاً، ص176، **ترجمہ:** محمد ﷺ کے وجود کی بقا دیکھو، چھ سو پچاس برس (650) بعد بھی ان کی بنیاد کیسی مضبوط ہے۔

[124] ایضاً، ص661، **ترجمہ:** آپ ﷺ کو وہ خلعت عطا ہوئی کہ "مدثر" کہلائے، آپ ﷺ کی سنت روشن اور سیرت احسن ہے۔

کتابیات

بنیادی مآخذ:

1. مولانا، جلال الدین محمد بلخی، کلیاتِ شمس تبریزی (مجموعۂ غزلیات ورباعیات)، مرتبہ استاد بدیع الزمان فروزانفر، تہران: انتشاراتِ طلایہ، 1384۔
2. اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، جامعۂ پنجاب، لاہور: اگست 1986ء، جلد 19۔

ثانوی مآخذ:

1. القرآن الکریم۔
2. ابراہیم سراوانی، سکینہ پودینہ آقایی، بہرہ گیری مولانا از احادیث پیامبر اسلام ﷺ و آیات قرآن در دفتر اول مثنوی، سومین کنفرانس بین الاقوامی پژوهش های نوین در مدیریت، اقتصاد و علوم انسانی، 1395ش۔
3. ابراہیم گمارد، رومی اور اسلام، وُڈ اسٹاک امریکا: اسکائی لائٹ پاتھس، 2004ء۔
4. بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، "الصحیح بخاری"، کتاب المناقب، بیروت: دار القلم، 1981ء۔
5. بیرجندی، احمد احمدی، مدائح محمدی ﷺ در شعر فارسی، مشہد: کتاب خانہ ملیہ ایران، آستانہ قدس رضوی، 1379ش۔
6. پروین رضایی، سیمای نور و سرور پیامبر اکرم ﷺ در متون عرفانی (با تاکید بر مثنوی)، عرفان اسلامی، شمارہ 58، 1397ش۔
7. جواد جعفریان، پرویز حیدری، سیمای پیامبر در مثنوی مولانا، نشریہ تفسیر و تحلیل متون زبان و ادبیات فارسی (دہخدا)، دورہ 2، شمارہ 3، 1389۔
8. حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ، ذکرِ رسول ﷺ مثنوی رومی میں، لاہور: مجلس ترقیٔ ادب، 2015ء۔
9. دائرۂ معارفِ اقبال، لاہور: پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، جلد 2، 2010ء۔
10. دہشیری، سید ضیاء الدین، نعتِ رسول اکرم ﷺ در شعر فارسی، 1368ش۔
11. ڈاکٹر عبد الرضا سیف، معجزات پیامبر اسلام ﷺ در مثنوی معنوی، دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی، دانشگاہ تہران، 1381ش۔
12. رئیسیان، غلام رضا، ڈاکٹر، ہوشنگ استادی، تجلی شخصیت پیامبر در شعر فارسی، فصل نامہ ادبیات دینی، شمارہ 2۔
13. سعید روز بہانی، سیمای عرفانی حضرت رسول اکرم ﷺ در مثنوی مولوی، قند پارسی، شمارہ 38، 1386ش۔
14. سلمان منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین ﷺ (جلد 2)، لاہور: پروگریسو بکس، 1350ھ۔
15. سلمان منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین ﷺ (جلد 3)، لاہور: پروگریسو بکس، 1352ھ۔
16. شاہرخی، محمد، مشفق ہمدانی، سیمای محمد ﷺ در آئینۂ شعر فارسی، تہران: وزارتِ فرہنگ و ارشادِ اسلامی، 1376ش۔
17. طاہر القادری، محمد، ڈاکٹر، "سیرۃ الرسول ﷺ" (جلد 10)، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2004ء۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

18. طباطبایی، سید محمد ہادی، سیمای پیامبر اسلام در مثنوی معنوی، نشریہ فرہنگ یزد، شمارہ29، 1385ش۔

19. عبداللہ نصرتی، ڈاکٹر، فائزہ السادات حسینی سیر، سیمای خاتم انبیا ﷺ و سرور اولیاؑ در مثنوی مولوی، عرفانیات در ادب فارسی، شمارہ3، 1389ش۔

20. لطیف اللہ، پروفیسر، مولانا روم کا پیامِ عشق، دہلی: نئی کتاب پبلشرز، 2006ء۔

21. نور بخش توکلی، سیرتِ رسولِ عربی ﷺ، لاہور: ادارہ الاویس، 1994ء۔

22. William Montgomery Watt, Muhammad at Mecca, London: Oxford University press, 1953.

23. William Montgomery Watt, Muhammad at Medina, London: Oxford University press, 1956.